This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

معاشرتی امن وامان عصر حاضر کی اولین ضرورت (پہلی صدی ہجری کی مسلم خواتین کے عملی کردار کے تناظر میں)

Social Peace and Reform, the foremost contemporary need (In the context of Muslim women's role of 1st Century Hijri)

AUTHORS

1. *Muhammad Majid Khan, Ph.D Scholar, Islamic Studies, BZU, Multan.*
   Email: majidbzu586@gmail.com
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-7849-2047
2. *Prof. Dr. Muhammad Idrees Lodhi, Professor, Islamic Studies, BZU, Multan.*
   Email: idreeslodhi@bzu.edu.pk
   orcid id: https://orcid.org/0000-0002-4175-0786

How to Cite: Khan, Muhammad Majid, and Prof. Dr. Muhammad Idrees Lodhi. 2021. "URDU:معاشرتی امن وامان عصر حاضر کی اولین ضرورت (پہلی صدی ہجری کی مسلم خواتین کے عملی کردار کے تناظر میں): Social Peace and Reform, the Foremost Contemporary Need (In the Context of Muslim women's Role of 1st Century Hijri)". *Rahatulquloob* 5(1), 65-72. https://doi.org/10.51411/rahat.5.1.2021/280.
URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/280

Vol. 5, No.1 || January–June 2021 || URDU-P. 65-72

Published online: 15-01-2021

QR. Code

معاشرتی امن وامان عصر حاضر کی اولین ضرورت (پہلی صدی ہجری کی مسلم خواتین کے عملی کردار کے تناظر میں)

Social Peace and Reform, the foremost contemporary need (In the context of Muslim women's role of 1st Century Hijri)

[1] محمد ماجد خان، [2] محمد ادریس لودھی

ABSTRACT:
The journey of humanity has begun with a man and a woman. Their descendants also spread from them. Woman breeds the human race with her blood while children's care, home management, preparation of food and clothes have been remained in her duties. Animals hunting and trade have always been done by man because he is forceful. But this difference of the strength between them had become the standard of honor and humility in past history. Therefore, he has given high status but due to her weakness, the status of the woman was considered very low. So, from the ancient times man has also deprived her for the basic rights, from which every human being must possess. Peace is the alternate name of security. Thus a prosperous human society comes into existence where there is a clear and mutually harmonious relationship among entire its people. The feminist part is called a spinal cord of society, if they come forward in this field to improve the work of reform, unite each other with the concept of every correction, the destination of our society will be reversed. And then, in reality, the society will become a practical model of peace. Hence it can be called a reformed and welfare community. In this article, problems relating to Muslim women in peace and reform in Pakistan will be discussed in the light of Quran and Sunnah. Its detail can be seen in internal pages.

Key Words: Social peace, contemporary needs, security and harmonious relationship.

ازل سے ہی فطرت نے نسل انسانی کی دیکھ بھال اور بقاء کی ذمہ داری عورت کو عطا کی ہے۔اسی لیے قدرت نے عورت کو اس امر کی کماحقہ انجامدہی کے لیے خصوصی صلاحیتوں سے بھی نوازا ہے۔چنانچہ انسانی معاشرے کے جمالیاتی و جذباتی پہلو کے لحاظ سے جو ملکہ خواتین کو حاصل ہے وہ مردوں کے بس کی بات نہیں ہے۔مرد کی نسبت عورت کو برداشت کا مادہ اللہ تعالیٰ نے وافر مقدار میں عطا کیا ہے۔ابتداء سے اسے وہ تمام خصوصیات عطا کی گئی ہیں جو نسل انسانی کی پرورش اور نشو ونما کے لیے ضروری ہیں۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردوں کو مختلف صلاحیتوں سے مزین کیا ہے اسی طرح خواتین کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے بہا صلاحیتوں سے نوازا ہے۔جس طرح مرد ایک Human resource reservoir ہے اسی طرح عورت بھی ایک مفید ترین reservoir ہے۔چونکہ اس وقت دنیا کی نصف سے زائد آبادی خواتین پر مشتمل ہے، اس لیے اگر اس اثاثہ کو عصر حاضر کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے امن کے قیام کیلئے آگے نہ لانا ان کی فطری صلاحیتوں سے انحراف کے مساوی ہو گا۔اسلامی تاریخ آغاز سے ہی خواتین کی ہمت، دانائی، حوصلہ مندی اور دور اندیشی کے کردار سے معمور ہے۔آغاز نبوت ﷺ میں جب ہر طرف سے نبی کریم ﷺ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے تو ضعیف و ناتواں سمجھی جانے والی صنف نازک نے عزم و ہمت کا وہ شاندار مظاہرہ پیش کیا کہ آج بھی تاریخ اس پر نازاں ہے۔بعینہٖ دعوت الی اللہ کی خاطر سب سے پہلے اپنی جان نچھاور کرنے والی ہستی بھی ایک

عورت کی ہی ہے۔ دین متین کی نصرت اور تحفظ کی خاطر اولین ہجرت کرنے والوں میں بھی خواتین کی ایک نمایاں تعداد شامل ہے۔ چنانچہ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ خواتین نے مقننہ میں بھی نمائندگی کی، بطور سیاسی مشیر فرائض سرانجام دیے، ریاست کی دفاعی اور انتظامی ذمہ داریوں پر بھی متعین رہی۔

امن کیا ہے؟

"لغت میں امن سے مراد چین، اطمینان، سکون و آرام، صلح، آشتی اور پناہ کے ہیں"[1]۔ جبکہ اصطلاح میں امن سے مراد وہ کیفیت ہے جس میں افراد معاشرہ کو کسی قسم کا کوئی ڈر اور خوف نہ ہو۔ عمومی معنی کے لحاظ سے امنکو تحفظ، بہتری، قسمت، دفاع، آزادی اور فلاح کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ انفرادی سطح پر امن سے مراد تشدد سے پاک ایک ایسا طرز حیات خیال کیا جاتا ہے جس میں افراد کا ادب، انصاف اور عمدہ نیت کار فرما ہو اور انفرادی طور یہ حالت ہر فرد پر یکساں لاگو ہے جب کہ اجتماعی طور پر اس سے مراد پورے خطے کا امن مراد لیا جاتا ہے۔

امن کا مفہوم قرآن واحادیث رسول ﷺ کی روشنی میں:

قرآن میں اکثر مقامات پر امن کا ذکر کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ جد الانبیاء حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو مقام امن بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ سے ان الفاظ میں دعا کی: وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا[2]۔ اور جب ابراہیمؑ نے کہا، اے پروردگار تو اس جگہ کو امن والا شہر بنادے۔ چنانچہ امن ایک ایسی حالت کا نام ہے جس میں انسان افعال و اعمال کو بے خوف و خطر انجام دیتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا۔[3]

ترجمہ: جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیمؑ ہے اس میں جو آجائے امن والا ہو جاتا ہے۔

یعنی مقام ابراہیمؑ جو کہ شعائر اللہ میں سے ہے اللہ کی طرف سے اسے امن کا گہوارہ (مرکز) قرار دیا گیا ہے کہ جو اس میں داخل ہو گیا اسے امان حاصل ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے امن کو ہی حق کا راستہ یوں قرار دیا ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ۔[4]

ترجمہ: جو لوگ مومن ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے۔ ان لوگوں کے لئے ہی امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراھیمؑ نے اپنی اولاد کو وادی غیر ذی ذرع، مکہ مکرمہ میں چھوڑا تو اللہ سے پہلے امن وامان کے متعلق دعا کی اس کے بعد معیشت و تجارت کی دعا کرتے ہوئے یوں عرض کیا:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِمُ رَبِّ اجْعَلْ هذا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهلَه مِنَ الثَّمَرٰتِ۔[5]

ترجمہ: اے میرے رب! اس شہر کو پر امن بنا دیجئے اور یہاں کے رہنے والوں کو قسم قسم کے پھلوں سے رزق عطا فرمایئے۔

قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امن و سلامتی کو بہت بڑی نعمت اور احسان جب کہ بدامنی اور بے یقینی کو معاشرتی امن وامان اور فلاح و سکون کے لیے زہر قاتل قرار دیا ہے۔ کیوں کہ جو معاشرہ مامون نہ ہو اور جہاں انسان کو ہر

وقت اپنی جان ومال کی فکر اور ڈر لگا رہتا ہو اور جہاں انسان کو ہر لحہ اپنی عزت وآبرو کے متعلق مختلف اندیشے ہوں تو وہاں علمی ترقی جلد رک جاتی ہے اور عدم تحفظ کا احساس ہر شعبہ زندگی میں ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مسلمان ہی امن کا داعی ہے اور اسلام اپنے پیروکاروں یعنی مسلمان کی تعریف ہی یہ کرتا ہے کہ اس کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، تمام پڑوسی محفوظ ہوں، غیر مسلم اور مخالف بھی محفوظ ہوں یعنی مسلمان خود پر امن ہونے کے ساتھ ساتھ امن کے داعی بھی ہیں۔ احادیث میں بھی اس حوالے سے ہمیں جابجا ایسی ہی تعلیمات ملتی ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ[6]۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

اسی طرح ایک اور مقام پر امن کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی ہے۔

وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ "، قَالُوا: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: "الْجَارُ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا بَوَائِقُهُ؟ قَالَ: شَرُّهُ۔[7]

ترجمہ: بخدا وہ مؤمن نہیں، بخدا وہ مؤمن نہیں، بخدا وہ مؤمن نہیں، عرض کیا گیا کون مؤمن نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

گویا اسلام میں مؤمن کے ایمان کی سلامتی کو پڑوسی کی سلامتی سے مشروط کیا گیا ہے اور پڑوسی میں مسلم، غیر مسلم، دور اور نزدیک کے سب افراد شامل ہیں، چنانچہ ریاستوں اور حکومتوں کی سطح پر بھی یہی حکم ہے۔ چنانچہ مندرجہ بالا احادیث کی روشنی میں واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اسلام معاشرے میں امن و سلامتی کا سب سے بڑا خواہاں ہے اسی لیے اس نے تمام افراد، اقوام اور ریاستوں کی سلامتی کو امن سے مشروط کر دیا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے کہ امن وسلامتی اس کی رگ وپے میں داخل ہے، اسلام اپنے متبعین کے لیے دو لفظ استعمال کرتا ہے۔ مومن، مسلم۔ چنانچہ اگر دیکھا جائے تو یہ دونوں تعبیریں دین اسلام کی امن پسندی کا مظہر ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ کہ اسلام کا مزاج یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مشکلات و مسائل کی اصل بنیاد اور محرکات کو تلاش کرتا ہے اور مرض کی تشخیص کر کے اس کے علاج کی طرف توجہ دیتا ہے۔ قدیم زمانہ میں عرب جاہلیت سے زیادہ بد امنی اور لاقانونیت شاید ہی تاریخ میں کبھی رہی ہو، لیکن اسلام نے ایسی خوش اسلوبی سے ان کا علاج کیا کہ وہی لوگ جن کی جہالت اور وحشت ضرب المثل تھی، پوری دنیا کیلئے امن کے داعی و پیامبر بن گئے۔ وہ لوگ جو معمولی معمولی باتوں پر کئی سال جنگیں لڑتے تھے اسلام کی تعلیمات سے آپس میں شیر وشکر بن گئے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا۔[8]

چنانچہ اگر ہم معاشرتی امن کا قیام چاہتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے بد امنی کے اسباب و عوامل تلاش کر کے ان کا سدباب کرنا ہو گا، تب جا کر معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن سکے گا۔

مسلم خواتین کی امن کے فروغ میں معاون سرگرمیاں:

عہد نبوی ﷺ سے ہی مسلم خواتین کی ان نمایاں سرگرمیوں کا پتہ چلتا ہے کہ متعدد صحابیاتؓ نے مختلف قسم کی معاشرتی وسیاسی خدمات انجام دی ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ عورتوں کے ساتھ مختلف معاملات میں مشورہ بھی کیا کرتے تھے، چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کے بارے میں

آتا ہے کہ صلح حدیبیہ میں جنگ و جدل سے بچنے اور معاملات کو پر امن طریقے سے حل کرنے کے لیے جب نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ کو قبول کر لیا اور بغیر عمرہ کیے واپس جانے کا ارادہ کیا اور صحابہ کرامؓ کو احرام کھولنے اور قربانی کرنے کا حکم دیا تو صحابہ کرامؓ نے غیرت و حمیت کے جذبہ سے مغلوب ہو کر نبی کریم ﷺ کے اس حکم کی بجا آوری میں پس و پیش کی۔ نبی کریم ﷺ کو اس بات کا بہت دکھ ہوا اور آپ ﷺ نے اس واقعہ کا ذکر حضرت ام سلمہؓ سے کیا، انہوں نے امن و اصلاح کے پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ کو تسلی دی اور عرض کیا کہ صحابہ کرامؓ نے نعوذ باللہ آپ ﷺ کا حکم ماننے سے انکار نہیں کیا، بلکہ وہ اس صورت حال سے سکتہ کی حالت میں ہیں۔ اس لیے اگر آپ ﷺ جائیں اور چپ چاپ احرام کھول کر قربانی کر دیں تو آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ بھی ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کے مشورہ پر جیسے ہی عمل کیا تو آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے فوراً آپ ﷺ کی پیروی شروع کر دی، اس طرح حضرت ام سلمہؓ کی درست اور صائب رائے نے آن کی آن میں یہ نازک صورتحال ختم کر کے رکھ دی اور نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ کی سیاسی بصیرت کو مان کر اس مسئلہ کو پر امن انداز میں حل کر لیا۔ نبی کریم ﷺ کی اسی سنت ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے کبار صحابہ کرام نے بھی اس سنت پر عمل کیا۔ مسند احمد میں اس کو یوں ذکر کیا ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا» قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ، حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ، قَامَ، فَدَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتُحِبُّ ذَلِكَ؟ اخْرُجْ، ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ، فَيَحْلِقَكَ. فَقَامَ، فَخَرَجَ، فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ: نَحَرَ هَدْيَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ. فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا، فَنَحَرُوا، وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا۔[9]

اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ وہ بھی حضرت شفاء بنت عبد اللہؓ عدویہ سے مشاورت کیا کرتے تھے وہ اس درجہ صائب الرائے تھیں کہ حضرت عمرؓ ان کی تحسین کرتے تھے اور بعض اوقات بازار کا انتظام بھی ان کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ خواتین کے صائب الرائے ہونے کے حوالے سے اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنی بہن سے مشورہ لینے کے بارے میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولید کو معزول کرنے کے بارے میں لکھا تو خالدؓ اپنی بہن فاطمہ بنت ولیدؓ کے پاس گئے، اور اپنی بہن سے مشورہ کیا اور ان کے بتائے ہوئے مشورہ پر عمل بھی کیا۔ غرض جہاد کے میدان سے لے کر علم سیکھنے سکھانے، سیاست و حکومت کے معاملات سے لے کر امن و اصلاحی امور تک خواتین کا کردار زندگی کے ہر شعبہ میں مردوں کے شانہ بشانہ ہمیشہ واضح، روشن اور نمایاں رہا ہے۔ اس لیے اگر اس نصف انسانیت کو اگر ہم قیام امن کے نیک مقصد میں شامل کر لیں تو امن کا قیام بہت تیزی سے وقوع پذیر ہو سکتا ہے۔ چونکہ اسلام جس پر امن معاشرہ کی تعمیر چاہتا ہے اس کا تصور تب تک ممکن نہیں جب تک مرد اور خواتین معروف کو قائم کرنے اور منکر کو مٹانے میں نہ لگ جائیں۔ اس لئے موجودہ معاشرہ میں قیام امن کیلئے خواتین کے کردار کو فراموش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان کی امن و اصلاحی امور میں شرکت سے معاشرتی امن کے قیام کا حصول بہت سہل ہو جائے گا اس لیے کہ امن ہی وہ چیز ہے جس سے انسانی زندگی خوشحال اور پر سکون بن سکتی ہے۔

پہلی صدی ہجری میں معاشرتی امن میں مسلم خواتین کا عملی کردار:

پہلی صدی ہجری کو اسلامی تاریخ میں نہایت نمایاں مقام حاصل ہے کیوں کہ ہجرت نبوی ﷺ کی بدولت اسلامی معاشرہ کا قیام اور

پھر اس کے عروج، ترقی اور دنیا بھر میں اس کی وسعت کے رجحانات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ اس صدی میں جہاں ایک طرف علم و فن، آرٹ اور ادب و سائنس اور حکمت میں حیرت انگیز ترقی ہوئی، وہیں اس میں سیاسی، معاشرتی، معاشی، مذہبی اور ادبی طور پر اتار چڑھاؤ اور معاشرہ کا تغیر و تبدل واضح طور پر نظر آتا ہے۔ ہجرت نبوی ﷺ لے کر مواخات مدینہ، میثاق مدینہ غزوات و سرایہ، فتح مکہ، خلافت راشدہ کا قیام، جنگ جمل اور جنگ صفین سے لے کر سانحہ کربلا، خلافت امویہ اور خلافت ساسانیہ کے قیام سے لیکر فتح شام تک پہلی صدی ہجری کے اہم واقعات ہیں۔ اس صدی ہجری کی اہم اور مشہور شخصیات خلفائے اربع، کثیر تعداد میں صحابہ، صحابیات، اہل بیت، ازواج مطہرات، تابعین اور تبع تابعین نبی کریم ﷺ کے واقعات پہلی صدی ہجری کا خاصہ ہیں۔ دراصل معاشرتی اقدار ہی کسی بھی معاشرہ کی بنیادی اساس ہیں اور تہذیب واقدار کی اصل محافظ خواتین ہی ہیں کیوں کہ خاندان کی تربیت اور نسلوں کی تراش خراش کی ذمہ داری خواتین پر منحصر ہے اور ہر تہذیب اور معاشرے کا بنیادی ستون عورت ہی ہے۔ اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے قابل فخر مقام و مرتبہ دیا ہے اور نسل نو کی تعمیر و تربیت اس کے سپرد کر کے اس کو کائنات کی معتبر ہستی بنا دیا۔ نسل انسانی کی تخلیق کا گراں بار فریضہ خواتین کے مقام بلند کی واضح دلیل ہے۔ قوموں کی تعمیر و ترقی کا تصور عورت کے موثر کردار کے بغیر ممکن نہیں کیوں کہ ماں کی گود کا نعم البدل نہیں اس لئے کہ خواتین اپنے فطری دائرہ کار میں رہتے ہوئے قوموں کی ترقی میں بہترین کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں چنانچہ کسی بھی معاشرے کی ترقی میں خواتین کا کردار نہایت اہم ہے۔ اگرچہ ماضی میں خواتین کو عدم تحفظ کے احساس، عائلی زندگی کے انتشار کا ڈر، علم کا فقدان، تربیت کی کمی، حق وراثت سے بے دخلی، ذاتی اختیار کی محرومی، مالی ناآسودگی اور صحت کے پیچیدہ اور دیگر گوناگوں مسائل کا سامنا رہا ہے لیکن مذکورہ امتیازی رویوں کے باوجود خواتین نے معاشرتی اقدار کا پاس رکھتے ہوئے معاشرہ کی بقاء کی جدوجہد جاری رکھی۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ میں مسلمان خواتین کا جو کردار رہا ہے وہ آج ساری دنیا کی خواتین کے لیے ایک واضح سبق ہے۔ اسلام کو سب سے پہلے قبول کرنے والی، آپ ﷺ کی راز دار اور ہم سفر حضرت خدیجہؓ نے اسلام قبول کرنے میں پہل کرنے کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے عمل بھی کیا اور اپنی پوری زندگی اور جان و مال سب کچھ دین اسلام کیلئے وقف کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ نے تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہ کر تکالیف اور مصائب برداشت کیے اور جب تین سال کے بعد مقاطعہ ختم ہوا تو آپؓ اس قدر بیمار اور کمزور ہو گئیں کہ اسی بیماری کی حالت میں خالق حقیقی سے جاملیں گویا حضرت خدیجہؓ کا ایک خاتون ہو کر امن کے قیام کیلئے یہ عمل ساری مسلم خواتین کیلئے تاقیامت مشعل راہ ہے کہ آپؓ نے فساد سے بچاؤ کیلئے اپنی اعلیٰ خدمات پیش کیں۔ اسی طرح امن کے قیام کیلئے کاشانہ نبوت ﷺ کی ایک اور روشن اور درخشندہ مثال حضرت فاطمہؓ کی بھی ہے۔ خاتون جنت، سرداران جنت کی ماں اور دونوں عالم کے سردار کی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی زندگی بھی بے مثال ہے۔ آپ ﷺ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ ایک عظیم اور ہمہ گیر کردار کی مالک تھیں جو ایک بیٹی کی روپ میں، ایک ماں کی شکل میں اور ایک بیوی کے کردار میں قیامت تک آنے والی خواتین کے لیے نمونہ حیات ہیں۔ جنہوں نے اپنے عظیم باپ کی محبت کا پورا حق ادا کرتے ہوئے بچپن میں سرداران قریش کے ظلم و ستم کا بڑی جرات مندی اور متانت سے سامنا کیا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے مسند میں حسب ذیل روایت کیا ہے:

"ما رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَى قُرَيْشٍ غَيْرَ يَوْمٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي، وَرَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ جُلُوسٌ،

وَسَلَى جَزُورٍ قَرِيبٌ مِنْهُ، فَقَالُوا: مَنْ يَأْخُذُ هَذَا السَّلَى، فَيُلْقِيَهُ عَلَى ظَهْرِهِ؟ قَالَ: فَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ: أَنَا، فَأَخَذَهُ فَأَلْقَاهُ عَلَى ظَهْرِهِ، فَلَمْ يَزَلْ سَاجِدًا، حَتَّى جَاءَتْ فَاطِمَةُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهَا، فَأَخَذَتْهُ عَنْ ظَهْرِهِ[10]۔

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ "میں نے سوائے ایک دن کے نبی ﷺ کو قریش کے خلاف بد دعا کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، دائیں بائیں قریش کے کچھ لوگ موجود تھے اور نبی کریم ﷺ کے قریب ایک اونٹ کی اوجھڑی پڑی ہوئی تھی، قریش کے لوگ کہنے لگے کہ یہ اوجھڑی لے کر ان کی پشت پر کون ڈالے گا، عقبہ بن ابی معیط نے اپنے آپ کو پیش کر دیا، اور وہ اوجھڑی لے آیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی پشت پر ڈال دیا، جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ اپنا سر نہ اٹھا سکے، حضرت فاطمہؓ کو پتہ چلا تو وہ جلدی سے دوڑی آئیں اور اسے نبی کریم ﷺ کی پشت سے اتار کر دور پھینکا"۔

مندرجہ بالا واقعہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ کاشانہ نبوت ﷺ کی خواتین نے امن کے قیام میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور بہت سی تکالیف اور مصیبتیں برداشت کیں لیکن امن کو پامال نہیں کیا۔

قیام امن میں خواتین کے کردار کے حوالے سے امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں کہ: "عورت کا امن وامان کے قیام اور حالت جنگ میں اپنے دفاع کے علاوہ قومی تحفظ کے قیام کو یقینی بنانے کیلئے جہاں فکری اصلاح، احترام انسانیت کے شعور سے آگاہی، فتنہ وفساد کے اسباب کے خاتمہ، صلاح وآشتی کی ترغیب، جنگی جنون کا تدارک، مذہبی رواداری کے فروغ اور مجرموں پر سزا کے نفاذ جیسے قطعی اصولوں کی حمایت اور حکومت سے عملی اطلاق کرانے کے مطالبات کی ضرورت ہے تو وہاں عملی طور پر بھی بنیادی دفاعی تربیت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ اسلحہ کے جائز استعمال، ابتدائی طبی امداد اور اس قسم کے دوسرے امور سے واقف رہنا بھی ضروری ہے۔ حکومت اس امر کا انتظام کرے کہ خواتین اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان چیزوں کی تربیت ضرور حاصل کریں تاکہ اگر کوئی ناگہانی صورت پیش آجائے تو وہ بھی ملک وملت کی مدافعت اور جہاد کے اجر وثواب میں شریک ہوسکیں یہ سب اس لیے کیا جائے گا کہ خواتین فی الحقیقت اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کے قابل ہوں، نہ کہ اس لیے کہ انہیں بنا سجا کر مہمانوں کے سامنے تحفے کے طور پر پیش کیا جائے۔ اگر مقصود صرف ان قومی ضروریات کو پورا کرنا ہے جو خواتین سے متعلق ہے تو اسلام میں اس کی پوری گنجائش موجود ہے لیکن اگر مقصود کچھ اور ہو تو پھر اور راہ دیکھئے، اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے"[11]۔

مسلم امہ کو آج بہت سے مسائل کا سامنا ہے، اس صورت حال میں خواتین کی ذمہ داریاں مزید بڑھ جاتی ہے۔ غربت، تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی، جہالت، بے روزگاری، فرقہ پرستی، حقوق وفرائض کی جنگ اور سیاسی صورت حال وغیرہ وہ مسائل ہیں جو مسلم معاشرہ برداشت کر رہا ہے اور انہی مسائل کی بناء پر تخریب کاری کے واقعات جنم لیتے ہیں جو ملک میں تباہی وبربادی پھیلا کر بدامنی اور بے چینی کا سبب بنتے ہیں۔ واقعاتی صورت حال کی درست فہم احکامات الٰہی کی تشریح وعملی تطبیق میں معاون ثابت ہوتی ہے۔ جبکہ حقائق سے غفلت کا رویہ کسی بھی مسئلہ کو حل کرنے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ آج کے بعد اسلام کی وہی تشریح مؤثر ہوگی جو مسائل کی زیادتی میں اضافہ کرنے کی بجائے مسائل کو حل کرنے والی ہو۔ کیوں کہ راہ صلاح وفلاح اسی کا نام ہے اور بلا شبہ اس پہلو پر توجہ معاشرتی امن کے ساتھ ساتھ قومی ونسوانی ترقی میں بھی مدد ومعاون ثابت ہوگی۔ اس مقصد کے لیے ہمیں پہلی صدی ہجری کی مسلم خواتین کی معاشرتی امن واصلاحی سرگرمیوں کو مثال بنا

کر طبقہ نسواں کی خدمات سے استفادہ کرنے میں کسی شرم سے کام نہیں لینا چاہیے۔عہد نبویﷺاور بعد کے زمانوں میں خواتین کے عملی کردار کے واقعات ملتے ہیں جو کہ ہمارے لیے حجت ہیں۔

خلاصہ بحث:

ضرورت اس امر کی ہے کہ حقیقی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کو معاشرہ میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے بھرپور مواقع دیے جائیں اور ان کی جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاقی وروحانی تربیت پر بھی بھرپور توجہ دی جائے۔اس مقصد کے لیے تربیتی مراکز قائم کیے جائیں اور معاشرتی اصلاح میں ان کے کردار کو اجاگر کرنے کے ساتھ اس عظیم عمل کیلئے علمی و عملی لحاظ سے بھی خواتین کو تیار کیا جائے۔ان سے بے جا معاشرتی قدغنیں دور کی جائیں،ان کی اخلاقی تربیت کے ادارے قائم کیے جائیں۔شوہر اور خاندان کو اس کے مثبت عملی کردار سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی شمولیت کے لیے افراد معاشرہ کی ذہن سازی کی جائے۔خواتین کی مختلف ذمہ داریوں کے درمیان توازن کے لیے ان کی معاونت کی جائے،اسے عدم تحفظ کے احساس سے نکالنے کیلئے موثر پالیسی بنائی جائے اور عصر حاضر کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے جدید ٹیکنالوجی اور جدید ذرائع ابلاغ سے واقف کرایا جائے تاکہ معاشرہ میں امن واصلاحی سرگرمیوں کو فروغ حاصل ہو اور اس کی بدولت ایک مثالی وفلاحی معاشرے کا قیام ممکن ہو سکے۔چنانچہ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ خواتین مختلف شعبہ ہائے زندگی میں اپنا بھرپور کردار ادا کر کے قومی وملی ترقی کی رفتار میں اضافہ کا سبب بنیں۔لہذا مسلم خواتین اسلامی فلسفہ حکمت کو سمجھتے ہوئے معاشرتی امن و اصلاحی امور میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں تو اس سے امن وامان کے قیام ودوام کے ساتھ ساتھ معاشرتی فیوض وبرکات کا حصول بھی آسان ہو جائے گا۔

حوالہ جات

[1] مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز اردو بازار لاہور، س ن۔ ص122

[2] البقرۃ126:2

[3] آل عمران97:3

[4] الانعام81:6

[5] البقرہ126:2

[6] بخاری ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ،کارخانہ تجارت کتب، دہلی،1938ء،ج1، ص11

[7] احمد بن حنبل، امام، مسند احمد،ج45،ص139

[8] آل عمران103:3

[9] احمد بن حنبل، مسند، المتکبۃ الاسلامی للطباعۃ والنشر، بیروت،1388ھ،ج31، ص243

[10] احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، ج7،ص73

[11] اصلاحی، امین احسن، اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام، فاران فاؤنڈیشن، لاہور،1989ء، ص286